نمبر ۱۴۷ | مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۶ صفر سنہ ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

تبلیغ احمدیت کے متعلق ایک ضروری اعلان

قابل توجہ مہتممان و سکرٹریان تبلیغ

گزشتہ سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انصار اللہ کی کانفرنس ہوئی تھی جس میں مندرجہ ذیل قرار دادیں بالاتفاق پاس کی گئی تھیں۔ میں اُن کو عملی جامہ پہنانے کی طرف پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں۔ اور اب پھر بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلاتا ہوں۔ جلسہ سالانہ کا موقعہ آ رہا ہے اور آپ نے اس موقعہ پر انشاء اللہ تعالےٰ پھر کانفرنس کے لئے جمع ہونا ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ اپنی پاس کردہ تجاویز کو بھول کر حاضر ہوں۔ وہ تجاویز حسب ذیل ہیں:-

۱- ہر ضلع میں ۱۲- اہم مقامات انتخاب کر کے انصار اللہ کی مدد سے جلسے کرائے جائیں۔ بعض جماعتیں اس پر عمل کر رہی ہیں۔ مگر ابھی تک وُہ مقامی حدود میں ہی محدود ہیں۔

۲- "ندائے ایمان" کو مضبوط کرنے کے لئے ایک مستقل فنڈ مقرر کیا جائے۔ اور اس سے "ندائے ایمان" کا پوسٹر ہر ماہ میں شائع کیا جائے۔ جسے ہر انصار اللہ اپنے مقرر کردہ زیر تبلیغ گاؤں میں لے جائے اور کم از کم تین آدمیوں کو پڑھوا کر کسی موزون جگہ پر چسپاں کر دے۔

مدینۃ المسیح

ڈلہوزی سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معہ اہل بیت بخیر و عافیت ہیں۔

افسوس ہے۔ کہ منشی قائم علی صاحب پٹواری سیالکوٹی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ ایک دو روز بخار اور سرسام سے بیمار رہنے کے بعد ۸- جون ۳۲ء کو لاہور میں وفات پا گئے۔ نعش قادیان لائی گئی۔ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

خلیفہ عبد الرحمٰن بن ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم بعارضہ چیچک۔ اور محمودہ بیگم بنت ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی۔ اے متعلم انٹرنس کلاس بعارضہ تپ محرقہ بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دُعا کی جائے۔

۹- جون شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری سلسلہ کے کام کیلئے بہاولپور بھیجے گئے ہیں۔

پیشتر اس کے کہ میں اس قسم کا تبلیغی اشتہار "نذر لئے ایمان" شائع کروں۔ مجھے اطلاع دیں۔ کہ آپ کی جماعت انصار اللہ کے لئے کس قدر ایسے اشتہار درکار ہونگے۔ تا میں اندازہ کے مطابق اشتہار چھپواؤں۔ مہینہ میں ایک ایسا اشتہار چھپیگا۔ اور اس کی قیمت ایک پیسہ فی اشتہار ہوگی جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اگر سال میں ۱۲۔ اشتہار چھپوائے جائیں۔ تو انصار اللہ میں سے ہر ایک کو تین آنے خرچ کرنے پڑیں گے۔ اب چھ ماہ باقی رہتے ہیں۔ اور کم از کم چھ اشتہار نکلنے چاہئیں۔ آپ کو جتنے انصار اللہ کے لئے ضرورت ہو۔ اس قدر تعداد سے اطلاع دیں ؛۔

۳۔ تیسری تجویز یوم التبلیغ منانے کی ہے۔ سو اس کے لئے میں بذریعہ اخبار اعلان کرونگا۔ اور آپ کا فرض ہوگا کہ اس دن کوئی احمدی خالی نہ رہے۔ جو تبلیغ میں مصروف نہ ہو۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔

جناب چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے تقرر پر اظہارِ خوشی کے جلسے

جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کی قرارداد

انجمن احمدیہ گوجرانوالہ نے ایک جلسہ میں اتفاق رائے سے پاس کیا ہے۔ کہ یہ انجمن چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر کو اُن کے وائسرائے بہادر کی ایگزکٹو کونسل کا ممبر مقرر کیا جانے پر مبارکباد پیش کرتی ہے اور گورنمنٹ عالیہ کا اس نہایت موزوں انتخاب پر شکریہ ادا کرتی ہے ؛۔ خاکسار عبد القادر جنرل سکرٹری

جماعت احمدیہ لاہور کی قرارداد

جماعت احمدیہ لاہور نے اپنے ایک جلسہ میں جو زیر صدارت قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے منعقد ہوا۔ اپنے سابق امیر چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب کے سر فضل حسین کی جگہ جو بیماری کی وجہ سے رخصت پر جا رہے ہیں سرکارِ ہند کی ایگزکٹو کونسل کے رکن مقرر ہونے پر مبارکباد کی قرارداد پاس کی۔ نیز قرار دیا۔ کہ یہ تقرر چوہدری صاحب کی قابلیت اور اعلےٰ کیریکٹر پر دال ہے۔ خاکسار دلاور شاہ سکرٹری۔

مسلمانان پونچھ کا تار مہاراجہ کشمیر کو

مسلم ایسوسی ایشن پونچھ کی طرف سے ۹۔ جون کو بذریعہ برقی پیغام اطلاع دی گئی ہے۔ کہ حسب ذیل تار مہاراجہ بہادر کشمیر کو ارسال کیا گیا ہے محمد اکرم جج جو پونچھ میں لگایا گیا ہے۔ یور ہائی نس کے خلاف بغاوت کی تلقین کرنے کی وجہ سے ۱۹۲۲ء میں دربار کے حکم سے ملک بدر کر دیا گیا تھا۔ اور پونچھ میں اس کی واپسی مشروط تھی۔ اس شرط کے ساتھ کہ اسے دربار کی اجازت کے بغیر نہیں لگایا جائے گا۔ مسلمان اس کے تقرر کے خلاف پروٹسٹ کرتے ہیں۔ اور یور ہائی نس سے مداخلت کے لئے عاجزانہ التماس کرتے ہیں ؛۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پتہ

جو احباب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمتِ اقدس میں خطوط وغیرہ ارسال کرنا چاہیں۔ وہ ذیل کے پتہ پر ارسال کر دیں ؛۔

"معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب ڈلہوزی"

صدر انجمن احمدیہ کیلئے کارکنوں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کے مختلف دفاتر کے لئے تین چار کلرکوں کی ضرورت ہے۔ جو اچھے نمبروں پر انٹرنس پاس ہونے کے علاوہ ٹائپ بھی جانتے ہوں۔ انگریزی اور حساب میں دسترس رکھنے والے مولوی فاضل اصحاب بھی درخواستیں بھیج سکتے ہیں ؛۔

ایک آسامی مختارِ عام صدر انجمن احمدیہ قادیان کی بھی زیرِ غور ہے جس کا کام صدر انجمن احمدیہ کی اراضیات و مکانات کی خرید و فروخت اور نیز ان کے متعلق انتظامی معاملات اور محصلات کی وصولی کا انتظام بھی ہوگا۔ تجربہ کار۔ امیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔ جو اصحاب قادیان میں خدمتِ دین کی خواہش رکھتے ہوں وہ اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد مقامی امیر یا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری صاحبان کی سفارش کے ساتھ پتہ ذیل پر جلد ارسال کر دیں ؛۔

خاکسار چوہدری فقیر محمد اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری

حکیم محمد حسین صاحب قریشی مرحوم کی یاد

اے اجل اے حکمِ ربی۔ تیرے آگے سر ہے خم
فطرتِ انساں مگر معذور ہے۔ گر ہو اَلم
تو حجابِ خالق و مخلوق کر دیتی ہے دُور
وصلِ مولیٰ کی خوشی کے ساتھ تو لاتی ہے غم
خوش نصیب اُس مرنیوالے کے خدا جس سے ہو خوش
غم مگر پسماندگاں کا اس سے کب ہوتا ہے کم
جانے والا قیدِ رنج و غم سے پاتا ہے نجات
بارِ غم سے پشت ہو جاتی ہے پسماندوں کی خم
ہے یہی قانونِ فطرت اس سے کس کو ہے مفر
چشمِ صابر سے بھی گر جاتے ہیں اشکِ رنج و غم
اے اخی۔ اے خادمِ دیں۔ اے قریشی۔ اے حکیم
عنبریں تربت ہو تیری۔ تیرا گھر دار النعیم
تو محبِ دینِ احمدؐ۔ تو فدائے قوم تھا
تیرے اخلاقِ کریمانہ میں تھا رنگِ وفا
دینِ احمدؐ کی نہ چھوڑی تو نے خدمت اے اخی
گو اُٹھے لاہور میں سیلِ عداوت بارہا
تو وفادارانِ احمدؐ میں تھا اک رکنِ عظیم
یاد تیری ہو نہیں سکتی کبھی دِل سے جُدا
دُشمنی کے اور عداوت کے اٹھے طوفاں بہت
پائے استقلال سے تو نے انہیں ٹھکرا دیا۔
تو جری اللہ کے لشکر کا تھا شیرِ دلیر
تجھ سے ڈرتے تھے منافق تیرا ایسا رعب تھا
گفتگو میں تجھ سے گھبراتے تھے باغی و عدو
یاد ہے گوہرؔ کو وفدِ صلح کا سب ماجرا
خدمتِ دیں پر کمر بستہ رہا ہمت سے تو
مشکلوں میں تجھ کو رہتا تھا توکل پر خُدا
مسجدِ لاہور تیرے عزم کی ہے یادگار
تیرے سوزِ عشق کا شاہد بہشتی مقبرا
تیرے خطبوں میں ہوا کرتا تھا اک سوز و گداز
تیری تقریروں میں تحریروں میں تھا صدق و صفا
عشقِ احمدؐ رچ گیا تھا تیرے جسم و جاں میں
بخش دی۔ نورِ خلافت نے انہیں دونی جلا
تیری فرقت کا الم سینوں سے کیونکر محو ہو
تیرے اخلاص و محبت میں عجب اک جذب تھا

۴۴ صاحبِ ثروت تھا لیکن طرز درویشانہ تھی
مومنانہ سادگی یکساں زبان و دِل رہا
تیرے احباب و اعزہ پر خُدا کا فضل ہو
تا کہ طے کر لیں وہ میداں مومنانہ صبر کا
ساقیٔ کوثر کے ہاتھوں سے پیئے تو جامِ وصل
ذرّیت پر تیری سایہ ہو خُدا کے فضل کا
خدمتِ احمدؐ میں پہنچا دینا گوہرؔ کا سلام
اور کہنا منتظر ہے حاضری کا یہ غلام ؛

ذوالفقار علی خاں گوہرؔ از رام پور

414

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ جون ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

انڈین فرنچائز کمیٹی کی رپورٹ کی اہم تجاویز

مختلف صوبوں میں حق رائے دہی کی تعین

گول میز کانفرنس کی فرنچائز سب کمیٹی کی سفارشات کی بناء پر وزیراعظم کی ہدایات کے ماتحت۔ انڈین فرنچائز کمیٹی نے جو رپورٹ مرتب کی ہے۔ وہ شائع ہو گئی ہے۔ اس کا ملخص یہ ہے۔ کہ برطانوی ہند کے رائے دہندوں کی تعداد ستر لاکھ سے تین کروڑ ساٹھ لاکھ یا بالفاظ دیگر مجموعی بالغ آبادی کے ۴ء۵ کی بجائے ۲۷ء۲ فیصدی تک کر دی جائے؟

ہر بالغ کو حق رائے دہی نہ دیا جائے

اس رپورٹ میں وزیراعظم کے ہدایت نامہ کے مطالب کا تجزیہ کرنے کے بعد سب سے پہلے بالغ اشخاص کے حق رائے دہی کے سوال کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مگر باوجود ان دلائل کی اہمیت کا اعتراف کرنے کے جو اس بارے میں پیش کئے گئے۔ اور جن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اس سے ہر بالغ شہری کو سیاسی حقوق میں مساوات حاصل ہو جاتی ہے۔ آبادی کے جملہ عناصر کے لئے نیابت کا سوال حل ہو جاتا ہے۔ اور خاص حقوق رائے دہی کے قیام کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ اس بناء پر اسے ناقابل عمل قرار دیا گیا ہے۔ کہ فی الحال اسکا انتظام ناممکن ہے؟

انتظامی مشکلات

کیونکہ اتنے بڑے کام کے مقابلہ میں سرکاری افسران کی قلت ہے۔ اور غیر سرکاری افسر بہت کم دستیاب ہونگے۔ اور جو ملیں گے ان کے خلاف سیاسی۔ مذہبی اور ذات پات وغیرہ وجوہ کی بناء پر اعتراضات کئے جائینگے۔ اس کے ساتھ ہی پولیس کی کمی کی وجہ بھی پیش کی گئی ہے۔ اس وقت پولیس کے جملہ ارکان کی تعداد ایک لاکھ ۶۴ ہزار ہے۔ جو انتخابات کی وجہ سے عوام میں پھیلا شدہ ہیجان کے مقابلہ میں انتظام قائم رکھنے میں ناکافی ہوگی؟

عمومی مشکلات

اس قسم کی مشکلات پیش کرنے کے بعد کمیٹی نے یہ رائے پیش کی ہے کہ بالغوں کے حق رائے دہندگی کا طریق انتظامی نقطۂ خیال سے ناقابل عمل ہے۔ انتظامی مشکلات سے قطع نظر عمومی نوعیت کی دقتوں میں سے سب سے بڑی دقت یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ بالغ آبادی کے افراد کی تعداد اس قدر زیادہ ہے۔ کہ تاریخ اقوام میں کوئی دستوری طرز حکومت اس قدر زیادہ تعداد پر مبنی قرار نہیں دی گئی۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی مجموعی آبادی بھی ۱۲ کروڑ ۳۰ لاکھ ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں برطانوی ہند کی آبادی برما کو علیحدہ قرار دے کر ۲۵ کروڑ ۷۰ لاکھ ہے۔ پھر برطانوی ہند کی آبادی کا صرف ۸ فیصدی حصہ خواندہ ہے۔ اس وجہ سے مشکلات میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے؟

کمیٹی کی رائے

غرض مختلف قسم کی مشکلات اور دقتوں کی تشریح کے بعد کمیٹی جس نتیجہ پر پہونچی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ بحالات موجودہ نئے آئین کو بالغوں کے حق رائے دہی کی بنیاد پر قائم کرنے کی کوشش نہ کیجائے لیکن چونکہ اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ حق رائے دہی کو وسعت دی جائے۔ اس لئے کمیٹی اس نتیجہ پر پہونچی ہے۔ کہ جدید دستور و آئین کے ماتحت ذمہ وار حکومت کے قیام کے لئے بلاواسطہ حق رائے دہی ہی بہترین بنیاد ہے؟

مجوزہ صفات رائے دہندگان

اس رائے کے اظہار کے بعد صوبجاتی مجالس وضع قوانین کے لئے مجوزہ صفات رائے دہندگان کی تشریح کی گئی ہے۔ پہلی صفت جائداد ہے۔ جو کمیٹی کے بیان کے مطابق ابتداء ہی سے حق رائے دہی کی سب سے بڑی بنیاد رہی ہے۔ کمیٹی اس معیار کو کم کر دینا ضروری سمجھتی ہے۔ تاکہ زمیندار مزارعین اور قصباتی کرایہ داروں کے بیشتر حصہ کو اور غریب اقوام کے کافی حصہ کو ووٹ کا حق حاصل ہو سکے۔ دوسری صفت تعلیم ہے جس میں یہ فائدہ مضمر ہے۔ کہ اس سے آئندہ سالوں میں خود بخود توسیع ہوتی جائے گی۔ خاص صفات کے سلسلہ میں پہلی صفت عورتوں کے متعلق ہے۔ یہ اس لئے ضروری ہے۔ کہ بہت کم عورتیں جائداد کی مالک ہیں۔ اور مردوں کی نسبت تعلیم کی بھی ان میں کمی ہے کمیٹی کی سکیم کے ماتحت رائے دہندوں کے رجسٹر کا پانچواں حصہ عورتوں پر مشتمل ہوگا۔ اور ایسے ذرائع تجویز کئے گئے ہیں۔ کہ ان میں سے ایک خاص تعداد کا مجالس وضع قوانین میں پہونچ جانا یقینی ہو جائے۔ مزدوروں کا معیار رائے دہی اس حد تک کم کر دیا گیا ہے۔ کہ قصبات کے صنعتی ملازموں کی بہت بڑی تعداد کو حق رائے دہی حاصل ہو جائے۔ اور اس بات کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ کہ ان کو مجالس وضع قوانین میں براہ راست نیابت میسر آ جائے۔ صنعت و حرفت۔ یونیورسٹیوں۔ اور زمینداروں کی موجودہ نیابت بدستور قائم رہے گی۔ اور اس میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔ پسماندہ اقوام کے متعلق کمیٹی نے بیان کیا ہے۔ کہ مجالس وضع قوانین میں ان کی نیابت کا مسئلہ ان کے حیطۂ کار سے باہر ہے۔ لیکن کمیٹی نے ان کے متعلق شمار و اعداد مہیا کر دیئے ہیں۔ اور ایسی تجاویز پیش کی ہیں جن کی بدولت ان کو انتخاب کنندگان کے رجسٹر میں معقول نیابت حاصل ہو جائے گی؟

صوبہ مدراس کا حق انتخاب

صوبوں کی تجاویز رائے دہی مختلف وجوہات کی بناء پر ہر صوبہ کے لئے مختلف قرار دی گئی ہیں۔ مدراس کے بارہ میں کمیٹی نے ۷۴ لاکھ افراد یعنی کل آبادی کے تقریباً ۱۶ فیصدی حصہ کو انتخاب کا حق دیئے جانے کی سفارش کی ہے۔ ان افراد میں سے ۱۷ لاکھ یعنی ۲۰ فیصدی عورتیں ہونگی؟

صوبہ بمبئی

بمبئی میں کمیٹی نے ۳۷ لاکھ افراد کو حق انتخاب دئے جانے کی سفارش کی ہے۔ جو کل آبادی کا تقریباً ۱۷ فیصدی حصہ ہے۔ رائے دہندگان میں تقریباً ۲۰ فیصدی عورتیں ہونگی؟

صوبہ بنگال

بنگال کے متعلق حکومت بنگال نے اپنی مجوزہ حدود رائے دہی کے لئے کوئی سکیم پیش نہیں کی۔ اس لئے کمیٹی نے صرف یہ سفارش کی ہے۔ کہ حکومت بنگال کو کمیٹی کی نیز دیگر مقامی حکومتوں کی رپورٹوں کی مدد سے ایک مفصل سکیم مرتب کرنی چاہیئے۔ جو مقامی جماعتوں کو محصولوں اور ٹیکسوں کی ادائگی پر اور مردوں اور عورتوں کے لئے اپر پرائمری تعلیمی معیار پر مبنی ہو؟

صوبجات متحدہ

صوبجات متحدہ کے متعلق کمیٹی نے مقامی حکومت کی اس سفارش کو منظور کر لیا ہے۔ کہ ۷۶ لاکھ افراد کو انتخاب کا حق دیا جائے۔ اس

طرح مجوزہ رائے دہندگان کل آبادی کا تقریباً ۱۶ فیصدی حصہ ہونگے۔ اور عورتوں کو ۱۶ لاکھ ووٹ حاصل ہونگے۔

صوبہ پنجاب

پنجاب میں ۲۸ لاکھ افراد کو یعنی ۱۲ فیصدی آبادی کو کمیٹی نے رائے دہی کا حق دینے کی تجویز کی ہے۔ ان رائے دہندگان میں ساڑھے چار لاکھ عورتیں ہونگی۔

پنجاب کے متعلق کمیٹی نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی ہے کہ حکومت کی پیش کردہ سکیم میں ایک سخت نقص ہے۔ اور وہ یہ کہ غیر زراعت پیشہ اشخاص کے صرف ۲۵ فیصدی حصہ کو رائے دہی کا حق دیا گیا ہے۔ جن کی آبادی صوبہ میں نصف کے قریب ہے۔ کمیٹی کی تجویز ہے۔ کہ گورنمنٹ کو اس امر پر مزید غور کرنا چاہیئے۔

صوبہ بہار و اڑیسہ

بہار و اڑیسہ کے متعلق کمیٹی نے رائے دہندگان کی تعداد تقریباً ۳۵ لاکھ قرار دی ہے۔ جو کل آبادی کے دس فیصدی حصہ کے برابر ہوگی۔ اور اس میں ۳½ لاکھ عورتیں ہونگی۔

صوبجات متوسط

صوبجات متوسط کے لئے کم از کم پندرہ لاکھ افراد کو حق رائے دہندگی کی سفارش کی گئی ہے اور یہ ضروری قرار دیا ہے۔ کہ پسماندہ اقوام اور عورتوں کے متعلق خاص انتظامات کئے جائیں۔

صوبہ آسام

آسام کے متعلق جو اندازہ لگایا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ دس لاکھ سے کچھ زیادہ افراد کو حق رائے دہی دیا جائے۔ جو مجموعی آبادی کے ۱۳ فیصدی کے مساوی ہوگا۔ اور اس میں عورتوں کی تعداد قریباً دو لاکھ ہوگی۔

صوبہ سرحد

صوبہ سرحد کو خاص سلوک کا مستحق قرار دے کر یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ پارلیمنٹ کو آئندہ بحث و تمحیص کی روشنی میں اس کے متعلق فیصلہ کرنا چاہیئے۔

عورتوں کے ووٹ دینے کے انتظامات

عورتوں کے ووٹ دینے کے متعلق خاص انتظامات کے بارے میں کمیٹی نے بہت سے مقامات پر انتخاب گاہوں میں کم از کم ایک علیحدہ دروازہ اور ایک زنانہ اسسٹنٹ کے انتظام کی سفارش کی ہے۔

مزدوروں کی نشستوں کا تعین

کمیٹی نے صنعتی مزدوروں کے لئے خاص نیابت کی سفارش کی ہے۔ اور اسے حاصل کرنے کے لئے رجسٹر شدہ ٹریڈ یونینوں یا مزدوروں کے خاص حلقہ ہائے نیابت کے ذریعہ انتخابات کی تجویز کی ہے۔ مزدوروں کے لئے کل ۳۰ نشستیں تجویز کی گئی ہیں جن میں سے آٹھ بنگال کے لئے۔ آٹھ بمبئی کے لئے۔ چھ مدراس کے لئے۔ چار چار بہار اور آسام کے لئے۔ تین تین صوبجات متحدہ اور پنجاب کے لئے۔ اور دو صوبجات متوسط کے لئے مقرر کی گئی ہیں۔

اچھوت اقوام کے متعلق سفارشات

کمیٹی نے اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ کون کونسی اقوام پسماندہ ہیں۔ اور آیا مجوزہ رائے دہی کے معیار کے ماتحت انہیں کافی نیابت حاصل ہو جائے گی۔ یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو کیا انہیں خاص نیابت حاصل ہونی چاہیئے۔ یہ قرار دیا ہے۔ کہ پسماندہ اقوام ان افراد پر مشتمل ہیں۔ جو اچھوت ہیں۔ یعنی جن کے چھونے یا قریب آنے سے ہندوؤں میں یہ سمجھا جاتا ہے۔ کہ انسان ناپاک ہو جاتا ہے۔ یا جنہیں مندروں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ اور یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ چونکہ ان میں سے بہت لوگ جائداد اور تعلیم کے مطلوبہ اوصاف سے خالی ہیں۔ اس لئے وہ اپنی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے یقینی طور پر حق رائے دہی حاصل نہیں کر سکیں گے۔ چونکہ ذمہ دار حکومت کے ماتحت یہ لازمی ہے کہ ان لوگوں کو مجالس آئین ساز میں اپنی رائے ظاہر کرنے کا حق حاصل ہو۔ اس لئے کمیٹی مذکور سفارش کرتی ہے۔ کہ خاص طریقوں کے ذریعہ ان اقوام کے رائے دہندوں کی تعداد میں مناسب اضافہ کر دیا جائے۔ کمیٹی نے چیدہ طریق بھی پیش کئے ہیں۔ اور صوبوں کے حالات چونکہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس لئے کمیٹی نے مقامی حکومتوں کے ذمہ یہ فرض عائد کیا ہے۔ کہ وہ اس امر کا فیصلہ کریں۔ کہ کونسا طریق اختیار کرنا موزوں ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ ایک صوبہ کے سوا باقی تمام صوبوں میں پسماندہ اقوام کے ووٹروں کی تعداد ان کی آبادی کے قریباً ۲۰ فیصدی حد تک بڑھا دی جائے۔

فیڈرل مجلس آئین ساز

رپورٹ کے آخری ابواب میں کمیٹی نے فیڈرل مجلس آئین ساز کے متعلق تجاویز پیش کی ہیں۔ اور ممبروں کی تعداد زیادہ سے زیادہ چھ سو قرار دی ہے۔ اور فیڈرل اسمبلی اور صوبجاتی کونسلوں کے لئے بلا واسطہ انتخاب کی سفارش کی ہے۔ اسمبلی کے ممبروں کی تعداد تین سو تجویز کی ہے۔ فیڈرل اسمبلی کے لئے وہی معیار رائے دہی تجویز کیا گیا ہے۔ جو اس وقت صوبجاتی کونسلوں میں رائج ہے اس طرح مردوں۔ عورتوں اور پسماندہ اقوام کے افراد کے لئے تعلیم کی بعض تفاوتی صفات کے شامل کرنے سے ووٹروں کی تعداد ۱۷ لاکھ سے بڑھ کر ۸۵ لاکھ ہو جائے گی۔

خاص مفادات کی نیابت

اگرچہ کمیٹی نے یہ لکھا ہے۔ کہ فرقہ وارانہ تصفیہ کے عدم موجودگی کی وجہ سے کمیٹی خاص مفادات کی نیابت کے لئے آخری سفارشات نہیں کر سکی۔ تاہم اس نے تجویز کیا ہے۔ کہ ہر ایک صوبجاتی کونسل کو اسمبلی کے لئے ایک زنانہ ممبر منتخب کرنا چاہیئے۔ ۸ نشستیں مزدوروں کے لئے مخصوص کرنی چاہئیں۔ اور یہی تعداد فی الحال تجارت اور مالکان اراضی کی نیابت کے لئے ہو۔

مسلمانوں کے نقطۂ خیال سے اس رپورٹ کے متعلق کئی اہم امور قابل غور ہیں۔ مثلاً مسلمان ووٹروں کی تعداد کا تناسب آبادی کے لحاظ سے ہونا۔ عورتوں کی نیابت کا مسئلہ اور حقوق مخصوصہ کے متعلق نشستوں کی تقسیم۔ ان کے متعلق تفصیل سے آئندہ لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

مسلمان طلبا اور تجارتی تعلیم

سنہ ۱۹۲۷ء میں پنجاب یونیورسٹی نے ہیلی کالج آف کامرس اس مقصد کے لئے جاری کیا تھا۔ کہ نوجوان صنعتی۔ اور تجارتی تعلیم حاصل کر کے ایک طرف اپنے لئے معقول ذریعہ معاش پیدا کر سکیں اور دوسری طرف ملک و قوم کی ترقی اور خوشحالی میں اضافہ کر سکیں اس بات کو ہندو نوجوانوں نے جن کے سرپرست پہلے ہی قریباً ساری کی ساری تجارت پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ خوب سمجھا۔ اور بکثرت اس کالج میں داخل ہو گئے۔ ہر سال چالیس طلباء داخل کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس وقت تک کسی ایک سال میں بھی مسلمان طلباء کی تعداد چار سے زیادہ نہیں ہوئی۔ اور گزشتہ سال تو یہ تعداد کم ہو کر صرف دو تک رہ گئی۔ اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ کالج کو کھلے جو پانچ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ اس میں سوائے ایک احمدی طالب علم کے اور کوئی داخل نہیں ہوا۔ حالانکہ احمدی نوجوانوں کو خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کئی بار صنعت و حرفت کی تعلیم کی طرف متوجہ فرما چکے ہیں۔

اس کالج میں داخل ہونے والے امیدوار کے لئے ایف اے یا ایف۔ ایس۔ سی ہونا لازمی ہے۔ کورس تین سال کا ہے جس کے بعد یونیورسٹی کا امتحان ہوتا ہے۔ اور کامیاب طلباء کو پنجاب یونیورسٹی سے بیچلر آف کامرس کی ڈگری مل جاتی ہے۔ کامرس کے گریجوایٹ اگر تعلیم جاری رکھنا چاہیں۔ تو ایم۔ اے اکونومکس میں داخل ہو سکتے ہیں۔

پس ہم مسلمان نوجوانوں کو یہ مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں۔ اور خصوصاً احمدی نوجوانوں کو۔ کہ انہیں اس کالج میں داخل ہونے کی ضرور کوشش کرنی چاہیئے۔ مزید معلومات ہمارے عزیز قاضی عبدالرحیم شبلی (ابن جناب قاضی اکمل صاحب) بی کام کلاس ہیلی کالج آف کامرس۔ لاہور سے بالمشافہ یا بذریعہ خط و کتابت معلوم کی جا سکتی ہیں۔

سیاسی اسیران کشمیر کی رہائی

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی جد و جہد کے نتیجہ میں حکومت کشمیر نے شیخ محمد عبداللہ صاحب اور ان کے رفقائے کار کو رہا کر کے بہت دانشمندانہ کارروائی کی ہے۔ لیکن اس بات کا افسوس ہے۔ کہ جہاں تمام کے تمام ہندو ایجی ٹیٹروں کو جو قانون شکنی کے جرم میں قید کئے گئے تھے۔ رہا کر دیا گیا ہے۔ وہاں علاقہ میرپور۔ راجوری اور بھمبر کے مسلمان قیدیوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ اس علاقہ کے لوگ ریاستی فوج اور پولیس کے ہاتھوں اس قدر تباہ ہو چکے ہیں۔ کہ اگر ریاست کی نظر میں انہوں نے کوئی جرم کیا تھا۔ تو بھی کافی سے زیادہ نقصان اٹھا چکے ہیں۔ حکومت کشمیر کو چاہیئے۔ ان گرفتاران بلا کی طرف بھی توجہ کرے۔ تاکہ تمام علاقہ میں خوشگوار فضا پیدا ہو جائے۔

415

کیا مذہب مُلکی ترقّی میں روک ہے

سناتن دھرم سبھا لاہور نے اپنے سالانہ جلسہ پر ۲۲ مئی کو ایک مذہبی کانفرنس منعقد کی جس میں جماعت احمدیہ لاہور کو بھی مدعو کیا۔ کہ "کیا مذہب ملکی ترقی میں روک ہے" کے موضوع پر اسلام کی طرف سے مضمون پڑھے۔ اس موقعہ پر جناب میر محمد اسحٰق صاحب کا حسب ذیل مضمون پڑھا گیا۔ مضمون پڑھنے کا وقت صرف پندرہ منٹ تھا۔ اس لئے بہت مختصر مضمون لکھا گیا۔ (ایڈیٹر)

میرا مذہب اسلام ہے۔ اور میری الہامی کتاب قرآن مجید ہے اس لئے میں جو کچھ بیان کروں گا۔ اسی کتاب کی روشنی میں کرونگا۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ ہر مذہبی آدمی کا یہی فرض ہے۔ کہ وہ جو کچھ کہے اپنی الہامی کتاب سے کہے

قرآن مجید کا دعویٰ

سب سے پہلے میں یہ بیان کرتا ہوں۔ کہ کیا قرآن مجید نے اس سوال کو اٹھایا ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے۔ کہ وہ واقعہ میں خدا کی طرف سے نازل شدہ کتاب ہے۔ اور اس علیم و خبیر ہستی کا کلام ہے۔ جو کہ قیامت تک کے تمام انسانوں اور قوموں کے عقائد خیالات۔ اعتراضات اور وسوسوں کا جاننے والا ہے جیسا کہ قرآن مجید فرماتا ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس به نفسه یعنے قرآن مجید کے اتارنے والا کوئی انسان نہیں۔ بلکہ علیم کل اور خبیر مطلق ہستی ہے ثبوت یہ ہے۔ کہ اس کتاب میں تمام انسانی خدشات اور وسوسوں اور اعتراضوں کو پیش کیا گیا ہے۔ نیز فرمایا۔ شفاء لما فی الصدور۔ یعنی قرآن مجید نے صرف تمام اعتراضات اور خدشات ہی کو بیان نہیں کیا۔ بلکہ جو جواب ان کے دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب تسلی بخش اور تمام شکوک و شبہات کو جڑ سے اکھیڑ دینے والے ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا قرآن کریم نے اس اعتراض کو بھی بیان کیا ہے۔ جو بعض طبائع میں پیدا ہوتا ہے۔ کہ مذہب ملکی ترقی میں روک ہے

مذہب کو دنیوی ترقی میں روک سمجھنے کا خیال

سو اس مقدس کتاب کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ نبیوں کے مخالفوں کی طرف سے ہمیشہ یہ اعتراض ہوتا رہا ہے۔ کہ مذہب ہماری ملکی اور قومی ترقیوں میں روک ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اذا قیل لهم آمنوا كما آمن الناس قالوا انؤمن كما آمن السفهاء یعنی مذہب اسلام کے مخالف مدینہ کے لامذہب لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ مذہب کے ماننے سے انسان اس بے وقوفی کا مرتکب ہوتا ہے۔ کہ بجائے عام ملکی اور قومی ہمدردی کے صرف ایک خاص طبقہ اور اپنے ہم خیال لوگوں سے ہمدردی کرتا ہے۔ اور انسانی برادری کی عمومیت تنگ دلی کے ساتھ ایک خصوصیت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام فرمایا۔ اصلوتك تامرك ان نترك ما يعبد آباؤنا او ان نفعل في اموالنا ما نشاء یعنے مذہب کے قواعد کے نتیجہ میں انسان پر بہت سی ایسی پابندیاں عاید ہوتی ہیں۔ کہ انسان مالی طور پر کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ مثلاً کسی مذہب میں سود کا لین دین منع ہے۔ شراب اور منشیات کی تجارت روک دی گئی ہے۔ جوئے اور لاٹری کے ذرائع مسدود کر دیئے گئے ہیں رشوت حرام کر دی گئی ہے۔ غرض مذہب نے ایسے قواعد بنائے ہیں کہ انسان آزادی سے مال نہیں کما سکتا۔ پھر ایک جگہ فرمایا۔ وقالوا ان نتبع الهدى معك نتخطف من ارضنا یعنے جب کوئی مذہب دنیا میں آتا ہے۔ تو لازماً ابتدا میں اس کے ماننے والے تھوڑے اور مخالف زیادہ ہوتے ہیں۔ شروع شروع میں ایسے مذہب کو قبول کر کے صدہا مالی و جانی تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ لیکن اگر سرے سے مذہب ہی نہ ہوتا۔ تو آپس میں یہ لڑائیاں اور فساد بھی نہ ہوتے اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا غر هؤلاء دينهم یعنی مذہبی لوگ ایک موہوم اخروی امید پر دنیا کی جائز ترقیات اور عقل کو صحیح طور پر استعمال کرنے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب وہ دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا کی زندگی تھوڑی سی ہے۔ اور مذہب ان کے دلوں میں یہ اعتقاد بٹھاتا ہے۔ کہ مرنے کے بعد ایک نہ ختم ہونے والی زندگی آنے والی ہے پس اس نہ ختم ہونے والی زندگی کی طمع میں اس موجودہ زندگی کو مذہبی لوگ درست طور پر نہیں گزارتے لیکن اگر مذہبی خیال جاتا رہے۔ تو لازماً لوگ اس موجودہ زندگی کی قدر کریں۔ خود بھی سکھ اٹھاویں۔ دوسروں کو بھی آرام پہنچاویں۔ اور احتیاط اور عقل سے سارے کام کریں

اسلام کیا کہتا ہے؟

میں صرف بطور نمونہ قرآن مجید سے مخالفوں کے اعتراض پیش کر کے اب یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ قرآن مجید کے نزدیک مذہب ملکی ترقی کے لئے نہ یہ کہ روک نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو ملک اور قوم کی ترقی کا ذریعہ بلکہ واحد ذریعہ ہے۔ اور اس کے نزدیک قوموں اور ملکوں کی ترقی اگر کسی امر سے وابستہ ہے۔ تو وہ صرف سچا مذہب ہے

ہمیشہ انبیاء کے ماننے والوں نے ترقی کی

قرآن مجید اس دعویٰ کے یہ دلائل دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ افلم يسيروا في الارض فينظروا كيف كان عاقبة المكذبين یعنی مذہب کے مخالف کہتے ہیں۔ کہ مذہب ملک کی ترقی کے خلاف ہے۔ اور لامذہبیت سے ملک کی ترقی ہوتی ہے حالانکہ واقعات اس کے خلاف ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے۔ کہ ہر ملک کے تاریخی حالات پر نظر ڈالیں۔ ان پر ظاہر ہو جائے گا۔ کہ جو لوگ مذہب کے بانی ہوئے۔ اور جو لوگ خدا تعالےٰ کی طرف سے دنیا کے مختلف مذاہب لے کر آئے۔ ہمیشہ ان کے متبعین نے ملکی ترقی کی۔ اور جو ان کے مخالف ہوئے۔ وہ ہمیشہ ملکی ترقی میں پیچھے رہے۔

اہل عرب نے کس قدر ترقی کی

مثلاً ملک عرب میں ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک مذہب پیش کیا۔ وہاں کے دہریوں نے اس کی مخالفت کی مگر دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اس نئے مذہب کے قبول کرنے والوں نے بیس سال کے عرصہ میں کتنی ملکی ترقی کی۔ وہی قوم جو بالکل ان پڑھ تھی۔ اسلام کی وجہ سے عالم ہو گئی۔ یونان۔ ہندوستان مصر اور فارس کے علوم ان کی زبان میں ترجمہ ہو کر مدون ہوئے۔ اور وہ غیر مہذب تھے مگر یورپ تک کو انہوں نے تہذیب سکھائی۔ وہ تجارت میں اناڑی تھے۔ مگر اسلام نے ان کو ایسا باحوصلہ بنا دیا۔ کہ عرب سے سپین تک ان کے تجارتی قافلے کوچ کرنے لگے۔ ان میں محکوم ہونے کی قابلیت بھی نہ تھی۔ مگر محض اسلام کی برکت نے قریباً ساری پرانی دنیا کا ان کو حکمران بنا دیا۔ وہ جو دن رات شراب کے نشے میں سرشار رہتے تھے۔ اسلام لانے کے بعد انہوں نے شراب کے اتنے مٹکے توڑے۔ کہ گلیوں میں شراب کا سیلاب آگیا۔ انہوں نے یتیم خانے قائم کئے۔ شفا خانے کھولے۔ مدرسے جاری کئے۔ کتابیں تصنیف کیں۔ علوم کو مدون کیا۔ تاریخیں مرتب کیں۔ جنتریاں بنائیں۔ ہزاروں ادویہ اور مرہمیں ایجاد کیں۔ دنیا کے نقشے تیار کئے غرض یہ مذہب ہی کا نتیجہ اور اثر ہے۔ کہ ملک عرب کی کایا پلٹ گئی۔ وہ حیوان تھے۔ اسلام نے انکو حیوان سے انسان اور انسان سے بااخلاق انسان اور پھر بااخلاق انسان سے باخدا انسان بنا دیا پس قرآن مجید کوئی خیالی اور وہمی تھیوری پیش نہیں کرتا۔ بلکہ وہ واقعات اور مشاہدہ کو پیش کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے۔ کہ جب کسی لامذہب قوم نے مذہب اختیار کیا۔ تو وہ لازماً ترقی کر گئی۔ اور جب کبھی کوئی لامذہب ملک مذہبی ملک بن گیا۔ تو یقیناً وہ ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہو گیا ہے

مذہب بری باتوں سے روکتا ہے

دوسری دلیل اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں یہ فرماتا ہے قل انما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن نیز فرمایا۔ ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذي القربى وينهى

عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ یعنی یہ خیال کہ مذہب انسانی آزادی اور ترقی میں روک ہے۔ اور وہ بہت سی قیود کا مجموعہ ہے۔ اور اس کو تسلیم کر کے انسان مقید ہو جاتا ہے۔ مذہب اس کی حرکات و سکنات پر پابندیاں عائد کرتا ہے۔ اور اس کے خیالات اعمال اور اقوال میں وسعت نہیں رہتی۔ اس لئے غلط ہے۔ کہ فرمایا۔ سچا مذہب کسی اچھی بات اور کسی مستحسن فعل سے نہیں روکتا۔ اس کی تمام قیود اور تمام پابندیاں تو بری باتوں کی روک کے لئے ہوتی ہیں۔ اور تمام وہ باتیں جن سے مذہب روکتا ہے۔ وہ سب کی سب ایسی ہوتی ہیں۔ جس سے ملک بجائے ترقی کے تنزل کرتا ہے۔ مثلاً مذہب حکم دیتا ہے۔ کہ عدل اور انصاف کرو۔ بھلا اگر یہ بات مذہب کی تسلیم نہ کی جائے۔ تو کیا ملک ترقی کر سکتا ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں کیا وہ قوم جس کے قاضی نا انصاف ہوں اور وہ ملک جس کے جج ظالم اور مرتشی ہوں۔ ترقی کا مونہہ دیکھ سکتے ہیں؟ نہیں اور قطعاً نہیں۔ پس مذہب کا عدل اور انصاف کا حکم دینا ایک نقصان دہ پابندی نہیں۔ بلکہ ملک کے لئے مفید اور ملک کی ترقی کے لئے از بس ضروری پابندی ہے۔ اسی طرح مذہب کہتا ہے۔ کہ احسان کرو۔ زکوٰۃ دو۔ صدقہ و خیرات کرو۔ اگر مذہب کا یہ حکم ایک دن کے لئے بھی دنیا سے اٹھ جائے۔ تو لنگڑے لولے بیمار۔ معذور یتیم اور بیواؤں کا کہاں ٹھکانا رہے۔؟ یہ احسان ہی کی تعلیم ہے۔ کہ دنیا کا بیشتر حصہ بغیر کمائے ہماری کمائیوں میں شریک ہو کر دنیا میں اپنی ہستی قائم رکھے ہوئے ہے۔ اسی طرح مذہب کہتا ہے۔ کہ رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو۔ کیا مذہب کی یہ پابندی نقصان دہ ہے۔ کیا میاں بیوی اور بیوی میاں کے حقوق ادا نہ کرے۔ تو ملک قائم رہ سکتا ہے۔ اور قوم زندہ رہ سکتی ہے۔؟ یا کیا باپ بیٹوں کو اور بیٹے ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ بھائی بھائی سے جدا ہو جاویں۔ بہن بہن سے قطع تعلق کر لے۔ تو ملک و قوم کی ترقی ہو جائے گی؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس مذہب کے تمام احکام ملک کے لئے مفید ہیں نہ کہ مضر۔ اسی طرح فرمایا ینھاکم عن الفحشاء والمنکر والبغی یعنے مذہب بے حیائیوں سے روکتا ہے۔ اب غور کرنا چاہیئے۔ کہ یہ ممانعت اور آزادی کو سلب کر لینے والی پابندی ملک کے لئے مضر ہے؟ کیا زنا اور شراب ناچنا اور گانا بدنظری اور بے حیائی سوسائٹی کو ترقی دے سکتی ہے؟ اور کیا قوم ان کاموں سے عروج حاصل کر سکتی ہے؟ اسی طرح مذہب کہتا ہے والمنکر یعنے وہ امور جو ہم سے کوئی کرے۔ تو ہمیں برے لگیں ہمیں نہیں چاہیئے کہ دوسروں سے کریں۔ کیا یہ پابندی ملک کے لئے مفید نہیں۔ کیا قتل ڈاکہ چوری اور دھوکا ہم اپنے حق میں اچھا سمجھتے ہیں؟ جب نہیں تو کیوں ہم دوسروں سے یہی سلوک کریں۔ پھر فرمایا والبغی یعنے ملک میں بغاوت سرکشی اور قانون شکنی سے مذہب روکتا ہے۔ کیا یہ حکم مضر ہے؟ کیا اگر قرآن مجید کی اس آیت پر عمل کیا جائے تو ملک ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ اور یقیناً کر سکتا ہے کیونکہ کوئی ملک ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اس میں امن کا دور دورہ نہ ہو۔ امن ہی سے تمام ایجادیں علوم و فنون اور ہر قسم کی ترقیاں وابستہ ہیں۔ پس دوسری دلیل قرآن مجید یہ دیتا ہے۔ کہ مذہب کو ملک کی ترقی۔ کے خلاف کہنے والوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مذہب اس لئے ملکی ترقی کے خلاف نہیں۔ کہ اس میں کسی اچھی بات تجارت زراعت تعلیم وغیرہ وغیرہ سے نہیں روکا گیا۔ پس جب مذہب کسی مفید بات سے روکتا ہی نہیں۔ بلکہ انما حرم ربی الفواحش یعنی مذہب صرف بری باتوں سے روکتا ہے۔ تو پھر کس طرح کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ مذہب ملک کی ترقی میں روک ہے۔ اور قرآن مجید کی یہ دلیل بھی سورج سے زیادہ روشن اور بدیہی ہے۔

ہندو مسلم فسادات

وقت تنگ ہے۔ اس لئے میں ان دو دلیلوں پر ہی اکتفا کرتا ہوں اور ضمناً یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے ملک میں جو آئے دن ہندو مسلم فساد رونما ہوتے رہتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر بعض لوگوں کو یہ دھوکا لگا ہے۔ کہ چونکہ یہ دونوں قومیں مذہبی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ان کا مذہب ہی ان کو لڑا رہا ہے۔ مگر یہ وسوسہ محض بے بنیاد ہے اور ادنیٰ تامل سے بالکل دور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر یہ ہندو و مسلم لڑنے والے اپنے مذہب پر عمل کریں تو کبھی آپس میں نہ لڑیں۔ کبھی مسجدیں اور مندر نہ گرائے جائیں۔ نہ معصوم عورتوں کی عصمت و عفت برباد ہو۔ نہ کبھی ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ رنگین ہوں کیونکہ دونوں کے مذہبوں میں صراحت سے یہ ساری باتیں حرام اور قطعی حرام ہیں۔ پس جب ان کا مذہب ان سب امور کو قطعی ممنوع قرار دیتا ہے۔ تو کس مونہہ سے کوئی لامذہب یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ مذہب لڑائی کراتا ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ لڑنے والے اکثر تو اپنے مذہب سے ناواقف ہوتے ہیں۔ یا بعض واقف ہو کر عالم بے عمل ہوتے ہیں۔ اسی لئے امن پیدا کرنے کے لئے بجائے مذہب کو اڑانے کے کوشش کرنا چاہیئے۔ کہ لوگ اپنے مذہب سے واقف ہوں۔ اور نہ صرف واقف ہی ہوں بلکہ اپنے مذہب کے احکام پر عامل ہوں

مذہب کے مٹنے سے جھگڑے نہیں مٹینگے

جو لوگ مذہب کو اس لئے اڑانا چاہتے ہیں۔ کہ اس سے تفریق مٹ جائیگی۔ اور سب لوگ ایک ہو جائیں گے۔ اور اس طرح امن قائم رہیگا۔ سب اختلافات مٹ جائیں گے۔ وہ سخت غلطی پر ہیں۔ کیونکہ دنیا سے اگر بفرض محال مذہب اٹھ بھی جائے۔ تو پھر بھی تفریق باقی رہے گی۔ اور وہ نسلی اور ملکی امتیاز ہے۔ جس کی وجہ سے پھر بھی لوگ آپس میں لڑیں گے۔ کیا جرمنی اور انگلینڈ کا ایک مذہب نہیں؟ اور کیا دونو پراٹسٹنٹ نہیں؟ پھر وہ کیوں آپس میں لڑے اور جنگ عظیم کے ذریعہ کیوں دنیا کو آگ کی بھٹی میں جھونک دیا؟ کیا صرف اسی لئے نہیں۔ کہ گو مذہب ایک ہے مگر قومیت اور نسلی امتیاز دونوں کو جدا جدا کرتا ہے۔ پس مذہب کو اڑا کر بھی مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔

ایک نکتہ

بالآخر میں ایک نکتہ حاضرین کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ پولیس فوج اور سلطنت جرائم کے سرزد ہونے کے بعد مجرم کو پکڑ کر اور سزا دے کر امن قائم کرتی ہے۔ مگر مذہب ہی ہے جو خدا اور آخرت کی سزا یاد دلا کر جرم کے ارادہ کو روکتا ہے۔ پس امن اور ملک کی ترقی کے لئے مذہب نہایت ضروری ہے۔

امن کے متعلق اسلام کی تعلیم

آخر میں نمونہ کے طور پر اسلام کی چند وہ تعلیمیں درج کر کے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ جن پر دنیا اگر عمل کرے۔ تو ساری اقوام میں امن اور تمام ملکوں میں راحت و آسائش کا دور دورہ ہو جائے۔ اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) من شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر یعنے دنیا میں مذہبی آزادی ہونی چاہیئے خواہ کوئی شخص کافر ہو۔ یا مسلمان سلطنت کو اس میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں

(۲) پھر فرمایا لا اکراہ فی الدین یعنے دین کے معاملہ میں کسی پر کوئی جبر نہ ہونا چاہیئے۔

(۳) نیز فرمایا۔ اولو کنا کارھین یعنے ضمیر کے خلاف کسی کو کسی عقیدہ پر مجبور نہ کرنا چاہیئے۔

(۴) اسی طرح فرمایا لولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع یعنے مندر گرجے خانقاہیں دھرم شالے اور مسجدیں سب واجب العزت اور واجب التعظیم عمارتیں ہیں۔ ان کو گرانا یا ان کی تذلیل کرنا ہرگز ہرگز جائز اور درست نہیں۔

(۵) پھر فرمایا۔ ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر یعنے ہر قوم کے نبیوں کو خدا کی طرف سے دنیا کے رہنما اور ہادی یقین کرو۔ اسی طرح فرمایا۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ یعنی کسی مذہب کے بزرگوں کو برا مت کہو۔

یہ وہ اصول ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے تمام لڑائیاں یکدم بند ہو سکتی ہیں۔ پس مذہب ملکی اور قومی ترقی میں روک نہیں۔ بلکہ سچا مذہب تو ملکی اور قومی ترقی کا واحد ذریعہ ہوتا ہے۔

و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین

الوصیت کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کرانے کی ضرورت

دفتر بہشتی مقبرہ کو رسالہ الوصیۃ کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کرانے کی ضرورت ہے۔ جو دوست اس کار خیر میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے نام اور پتوں سے مطلع فرمائیں۔ نیز یہ بھی تحریر فرمائیں کہ وہ کس زبان میں ترجمہ کریں گے۔ اور کتنے عرصہ میں

(سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

ریاست کشمیر کی آئینی اصلاحات

کے متعلق

مسٹر گلینسی کی سفارشات

مسٹر گلینسی کی صدارت میں کشمیر کے لئے آئینی اصلاحات پر غور و بحث کی غرض سے جو کمیٹی بنی تھی۔ اس کی سفارشات شائع ہو گئی ہیں۔ مہاراجہ نے مسٹر گلینسی کی سفارش کے مطابق فرنچائز یعنی حق رائے کے مسئلے کی تحقیقات کے لئے ایک فرنچائز کمیٹی بنا دی ہے۔ آئینی اصلاحات کی کمیٹی یا کانفرنس کا اعلان ہوتے ہی مسلمانوں نے اس پر یہ اعتراض کیا تھا۔ کہ اولاً ان کو اس میں تناسب آبادی کے مطابق نمائندگی نہیں دی گئی۔ ثانیاً نمائندوں کے انتخاب کا طریقہ درست نہیں۔ رپورٹ میں اس کا جواب یہ دیا گیا ہے۔ کہ اصل مقصود یہ تھا۔ کہ تمام ضروری مفاد کی نمائندگی کا انتظام ہو جائے۔ یہ ارادہ نہیں تھا۔ کہ اکثریت کے ذریعہ سے کوئی فیصلہ کیا جائے۔ اگر نمائندگی آبادی کی بناء پر ہوتی۔ تو ایک سکھ اور ایک بدھ ممبر کے مقابلے میں کم و بیش پچیس مسلمان رکھنے پڑتے۔ دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہے۔ کہ پنڈت پریم ناتھ بسٹر اشائی اور چودہری غلام عباس صاحب شکایات والے کمیشن میں اپنی اپنی قوموں کے نمائندے تھے۔ ان تینوں کو اصلاحات والے کمیشن کا بھی ممبر بنا لیا گیا تھا۔ انجمن امامیہ اور یودک سبھا نے خود اپنے نمائندے منتخب کئے تھے۔ جاگیرداروں اور دیہاتی نمائندوں وغیرہ کے انتخاب کے لئے چونکہ کوئی ذریعہ نہ تھا۔ اس لئے ان میں سے بعض کو مہاراجہ بہادر نے نامزد کر دیا۔

اسمبلی کے قیام کی سفارش

کانفرنس کے سامنے اہم مسائل یہ تھے:-

(۱) کیا کشمیر میں اسمبلی کا قیام مناسب ہے؟

(۲) اگر سوال اول کا جواب اثبات میں ہے۔ تو اسمبلی کے وظائف کیا ہونے چاہئیں:

(۳) فرنچائز کی بنیاد کیا رکھی جائے؟

(۴) اسمبلی کی ہیئت ترکیبی کیا ہو؟

پہلے مسئلے کے متعلق کسیقدر اختلاف رائے تھا۔ دوسرے مسئلے پر تقریباً سب ارکان متفق تھے۔ تیسرے اور چوتھے مسئلے کے متعلق بہت زیادہ اختلاف تھا۔ اور اس اختلاف کے دور ہونے یا متفقہ رپورٹ پیش کرنے کا چونکہ کوئی امکان نظر نہیں آتا تھا۔ اس لئے صاحب صدر نے اپنی سفارشات پیش کر دی ہیں۔ اور سفارشات کے دوران میں مختلف زاویہ نگاہ کی طرف بھی وہ اشارے کرتے گئے ہیں بعض ممبروں کی رائے یہ تھی۔ کہ ریاست کشمیر کے حالات میں اختلال نمایاں ہے۔ لہٰذا اس موقعہ پر اسمبلی کا قیام درست نہ ہوگا۔ لیکن زیادہ ممبروں کی رائے یہ تھی۔ کہ اسمبلی کا تجربہ کرنا چاہیئے۔ لہٰذا مسٹر گلینسی نے سفارش کی ہے۔ کہ اسمبلی قائم کی جائے۔

اسمبلی کے اختیارات

رپورٹ مظہر ہے۔ کہ اسمبلی کے وظائف کے متعلق علی العموم اتفاق رائے تھا۔ اس باب میں مسٹر گلینسی کی سفارشات یہ ہیں

(۱) جو مسودات خالص محفوظ مضمونوں سے تعلق رکھتے ہوں (مثلاً مہاراجہ اور حکمران خاندان کے افراد کی ذات سے تعلق رکھنے والے مسودات یا امور خارجہ اور فوج سے تعلق رکھنے والے مسودات) ان کے سوا تمام سرکاری مسودات اسمبلی کے سامنے پیش ہوں لیکن اس وقت تک یہ مسودات قانون کی شکل اختیار نہ کریں گے۔ جب تک اسمبلی ان کی تصدیق نہ کرے گی۔ مہاراجہ بہادر کو حق حاصل ہوگا کہ جب ضرورت محسوس کریں۔ تو ریاست کے نظم و نسق کی بہتری کے لئے آرڈی نینس نافذ کر دیں۔ ایسے آرڈی نینس چھ ماہ تک جاری رہیں گے۔ الا یہ کہ مہاراجہ بہادر انہیں قبل از وقت منسوخ فرما دیں۔ ہز ہائی نس نظم و نسق کی بہتری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسمبلی کے مسترد کردہ مسودات قانون کو بھی نافذ کرنے کے مجاز ہوں گے

(۲) مختلف ارکان پرائیویٹ مسودات پیش کرنے کے بھی مجاز ہوں گے۔ اور ایسے مسودات اسمبلی میں منظور ہونے کے بعد مہاراجہ بہادر کی منظوری سے نافذ ہو سکیں گے۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ اس نوع کے مسودات میں مندرجہ ذیل امور ملحوظ رکھے جائیں۔

ا۔ یہ خالص محفوظ امور سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔

ب۔ مہاراجہ بہادر سے اجازت لئے بغیر کوئی ایسا مسودہ قانون پیش نہ ہو سکیگا۔ جس میں کوئی جدید ٹیکس تجویز کیا جائیگا۔ یا جو موجودہ ٹیکسوں میں اضافہ یا تخفیف کی تجویز پر مشتمل ہوگا۔

ج۔ کوئی شخص ایسا مسودہ قانون نہ پیش کر سکیگا۔ جو کسی دوسری قوم کے مذہبی مراسم مذہبی اعمال۔ اوقاف یا شریعت پر اثر انداز ہو۔ اس قسم کا مسودہ اپنی قوم کے متعلق بھی کوئی شخص اسی وقت پیش کر سکیگا جبکہ اس قوم کے منتخب ممبروں کی دو تہائی تعداد اس کی موید ہوگی۔ اور ایسے مسودے کے لئے مہاراجہ بہادر سے اجازت حاصل کرنی ضروری ہوگی۔

د۔ کسی مسودہ قانون کے رو سے کسی قوم پر کوئی نئی پابندی عائد نہیں کی جا سکے گی۔

ہ۔ جاگیرداروں اور پٹہ داروں کو سناد و پٹہ جات کے رو سے جو حقوق حاصل ہیں۔ ان پر کوئی مسودہ قانون اثر انداز نہ ہوگا۔

و۔ جب تک مہاراجہ بہادر سے منظوری حاصل نہ کر لی جائے۔ کوئی مسودہ ایسا پیش نہ ہو سکیگا۔ جو کسی ایسے علاقے یا جاگیر سے تعلق رکھتا ہو۔ جہاں ریاست کے عام قوانین عائد نہیں ہو سکتے۔

ز۔ مہاراجہ بہادر مجاز ہوں گے۔ کہ کسی مسودہ قانون کو بعد منظوری دوبارہ اسمبلی کے پاس مزید غور و خوض کے لئے بھیج دیں۔

مندرجہ بالا تجاویز پر تقریباً سب ارکان متفق ہیں۔

قرار دادیں اور استفسارات

بعض دوسری تجاویز بھی پیش کی گئیں۔ مثلاً

(۱) کوئی ایسا مسودہ قانون پیش نہ ہو۔ جو راجپوتوں کے حقوق پر اثر انداز ہو۔

(۲) کوئی ایسا مسودہ قانون پیش نہ ہو۔ جو کشمیر اور جموں کے ان باشندوں پر اثر انداز ہو جنہیں رعایا کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔

مسٹر گلینسی فرماتے ہیں۔ کہ ان تجاویز کو منظور کرنے کی کافی معقول وجہ نظر نہیں آتی۔

قرار دادوں اور استفسارات کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ وہ بغیر کسی پابندی کے اسمبلی میں پیش ہو سکیں گے۔ بشرطیکہ وہ

(۱) ان مسائل و امور سے متعلق نہ ہوں۔ جن کی صراحت اوپر کی جا چکی ہے

(۲) مستفسر کے سوا کسی دوسری قوم کے مذہبی مراسم۔ اوقاف اور شریعت پر اثر انداز نہ ہوں۔ البتہ صدر ایسے استفسارات اور قرار دادوں کی اجازت دے سکتا ہے۔ اور جن امور کے متعلق وہ ضرورت محسوس کریگا۔ مہاراجہ بہادر سے استصواب کریگا۔

(۳) ان مسائل ... کے متعلق نہ ہوں۔ جو کسی عدالت میں زیر تحقیق ہوں

بجٹ پر بحث

اسمبلی کا صدر ریاست کے مالی سال (بحالات موجودہ یکم کاتک یا وسط اکتوبر) سے چند روز قبل اسمبلی میں بجٹ کے متعلق بحث کی تاریخ کا اعلان کر دیگا۔ اس تاریخ سے ایک ہفتہ قبل ضروری ہوگا۔ کہ وہ بجٹ کی ایک کاپی اردو زبان میں مع تشریحات ضروریہ ہر ممبر کے پاس بھیج دے۔ ممبروں کو حق ہوگا۔ کہ وہ ضروری سوالات کریں۔ یا محفوظ مضمون کے سوا کسی معاملے کے متعلق کوئی مشورہ پیش کریں۔ اسمبلی کے ممبر کی تقریریں قانونی کارروائیوں کی پابندی سے آزاد ہوں گی۔ لیکنے

اسمبلی کے اندر کی تقریروں کے خلاف کوئی قانونی کاروائی نہ کی جا سکے گی۔ ایک تجویز یہ پیش کی گئی ہے کہ اسمبلی کے قیام کے ساتھ ہی غیر سرکاری ممبروں کی ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنادی جائے۔ جو فنانس صحت عامہ وغیرہ کے متعلق حکومت کی پالیسی سے آگاہی حاصل کر کے ضروری مشورے دے سکے۔

حق رائے

کانفرنس کے ارکان علی العموم اس بات پر متفق ہیں کہ ریاست کی کل آبادی کا دس فیصدی حصہ ضرور ووٹر بن جائے اس غرض کو مدنظر رکھ کر تفصیلی سفارشات کے لئے ایک فرنچائز کمیٹی کا قیام ضروری ہوگا کانفرنس کے ممبروں نے جو تجویزیں پیش کیں وہ مختلف تھیں مسٹر گلینسی کی سفارشات یہ ہیں۔

۱۔ ۲ روپیہ یا اس سے زیادہ سالانہ مالیہ ادا کرنیوالا شخص

۲۔ ایک ہزار روپے یا اس سے زائد مالیت کی غیر منقولہ جائداد رکھنے والا شخص

۳۔ طبابت یا قانون وغیرہ کے پیشوں سے تعلق رکھنے والے اصحاب

۴۔ کم از کم پچیس روپے ماہانہ پنشن پانے والے لوگ

۵۔ کم از کم بیس روپے سالانہ میونسپل ٹیکس ادا کرنے والے اشخاص

۶۔ خطاب یافتہ اصحاب۔ ذیلدار، نمبردار، سفید پوش

۷۔ کم از کم پچاس روپے سالانہ ادا کرنے والے جاگیر دار پٹے دار

۸۔ میٹرک یا اس کے برابر ورنیکلر درجہ تک تعلیم یافتہ اصحاب

حق رائے سے محرومیت

مندرجہ ذیل اشخاص فرنچائز سے استفادہ کے حقدار نہ ہوں گے۔

۱۔ عورتیں

۲۔ اکیس سال سے کم عمر کے اشخاص

۳۔ پاگل

۴۔ دیوالئے

۵۔ کسی فوجداری عدالت سے کم از کم چھ مہینے کی قید کے سزا یافتہ قید پر پانچ سال کی مدت گذر جانے کے بعد ایسے لوگوں سے پابندی اٹھ جائیگی۔

۶۔ ایسے اشخاص جن سے کوئی عدالت نیک چلنی کے لئے ضمانت طلب کر چکی ہو۔

۷۔ ایسے اشخاص جو ریاست کی رعایا نہ ہوں اور انتخاب سے قبل مسلسل پانچ سال تک ریاست میں نہ رہ چکے ہوں۔

بعض ممبروں نے عورتوں کو حق رائے دینے کی تجویز پیش کی۔ لیکن علی العموم اس کی مخالفت کی گئی۔

امیدواری کے اوصاف

مندرجہ ذیل اشخاص اسمبلی کی ممبری کے امیدوار نہ بن سکیں گے

۱۔ جن کی عمر پچیس سال سے کم ہو

۲۔ جن کو حق رائے حاصل نہ ہو۔

۳۔ جو ان پڑھ ہوں یا سرکاری زبان یعنی اردو لکھ اور سمجھ نہ سکتے ہوں۔

۴۔ جو سرکاری ملازم ہوں۔

۵۔ برطرف شدہ سرکاری ملازم

۶۔ اول درجے کی رعایا نہ ہوں (اول درجے کی رعایا میں وہ لوگ شامل ہیں۔ جو انتخاب سے قبل کم از کم پندرہ سال سے متواتر ریاست میں مقیم ہوں۔

ممبروں کی تعداد

کشمیر کی کل آبادی ساڑھے چھتیس لاکھ ہے پونچھ اور چینانی کی جاگیروں اور بعض دوسرے علاقوں کو مستثنےٰ کرنے کے بعد آبادی تیس لاکھ رہ جاتی ہے تقریبًا سوا دو لاکھ نفوس لداخ اور گلگت میں رہتے ہیں۔ باقی سب جموں و کشمیر میں مسٹر گلینسی لکھتے ہیں کہ اسمبلی کو زیادہ بڑی بنا دینا مناسب نہ ہوگا لہذا صاحب موصوف نے کل ممبروں کی تعداد ساٹھ رکھی ہے۔ جن میں سے تینتیس منتخب ممبر ہونگے۔ بائیس سرکاری و غیر سرکاری نامزدہ ممبر اور پانچ وزراء جو بحیثیت عہدہ اسمبلی کے ممبر ہونگے۔

فرقہ وار تقسیم

مسٹر گلینسی کی تحریر کے مطابق ریاست بھر میں مسلمانوں کی آبادی ۷۷ فیصدی ہے ان کا مطالبہ یہ تھا۔ کہ اسمبلی میں آبادی کی بنا پر نشستیں دی جائیں۔ لیکن اس طرح ہندوؤں سکھوں اور بدھوں کی نشستیں بہت کم ہو جائیں گی۔ لہذا اندازہ [illegible] کہ تینتیس منتخب نشستوں میں سے بیس مسلمان ہوں۔ گیارہ ہندو۔ ایک بدھ اور ایک سکھ۔ سکھ چار نشستوں کا مطالبہ کر رہے تھے۔ لیکن ان کی آبادی اتنی کم ہے۔ کہ دوسروں کا حق مارے بغیر ان کی خواہش پوری نہیں کی جا سکتی۔ البتہ نامزدگی میں اس بات کا خیال رکھا جائیگا۔ کہ ایک سکھ اس علاقے میں سے نامزد کر دیا جائے۔ جس کی طرف سے منتخبہ ممبر نہ ہو۔

نشستوں کی تفصیل

نشستوں کی تفصیل یہ ہے۔

جموں شہر مسلمان ۱ ہندو ۱ وزارت جموں مسلمان ۱ ہندو ۳ سکھ ۱
وزارت کٹھوعہ مسلمان ۱ ہندو ۱ وزارت اودھم پور مسلمان ۱ ہندو ۱
وزارت ریاسی مسلمان ۱ ہندو ۱ وزارت میرپور مسلمان ۲ ہندو ۱
سری نگر شہر مسلمان ۳ ہندو ۲ جنوبی وزارت مسلمان ۳ ہندو ۱
شمالی وزارت مسلمان ۳ ہندو ۱ مظفر آباد مسلمان ۲
گلگت خاص مسلمان ۱ لداخ مسلمان ۱

میزان = مسلمان ۲۰ ہندو ۱۱ - سکھ ۱ - بدھ ۱

جداگانہ انتخاب

طریق انتخاب کا مسئلہ بے حد اہم تھا بعض ممبروں نے کہا تھا کہ ہندوستان میں جداگانہ انتخاب کو فرقہ وار منافقت میں زیادتی کا موجب سمجھا جاتا ہے لیکن مسٹر گلینسی لکھتے ہیں کہ ریاست میں اس وقت جو افسوسناک صورت حالات رونما ہے اس کی علت جداگانہ انتخاب نہیں ہے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بلدیہ سری نگر میں مخلوط انتخاب کے نفاذ کی وجہ سے مختلف قوموں میں مخاصمت اور بے اعتمادی بڑھ گئی اور کشیدگی کی موجودہ حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے مخلوط انتخاب کا نفاذ خطرہ از خطرہ نہیں۔ لہذا جداگانہ انتخاب کی سفارش کی گئی ہے۔

نامزدہ ارکان

نامزدہ ممبروں کی تعداد بائیس ہوگی ان کے علاوہ پانچ وزیر بحیثیت عہدہ اسمبلی کے ممبر ہونگے بائیس نامزدہ ممبروں میں سے کم از کم ایک تہائی غیر سرکاری ہونگے۔ نامزدگی کے معاملہ میں مہاراجہ بہادر کو کلی اختیارات حاصل ہونگے۔ یہ بھی سفارش کی گئی ہے کہ وزیر اعظم اسمبلی کا صدر ہو یا کسی دوسرے وزیر کو مہاراجہ بہادر صدر بنا دیں۔

ڈسٹرکٹ بورڈ

اسمبلی کے علاوہ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے قیام کی بھی تجویز کی گئی ہے مختلف ضلعوں کے افسر اپنے ضلعوں کے ذیلداروں کا ایک جلسہ ہر سال منعقد کر لیا کریں گے جن میں تحصیلدار اور ریڈ کراس اور سپر بھی شامل ہوا کرینگے۔ ریڈ کراس کے فنڈ میں سے جو رقم کسی ضلع کو مل سکے گی حاکم ضلع اسے مدنظر رکھتے ہوئے ہر تحصیل کی ضرورت دریافت کیا کریگا۔ اور اس کے مطابق خرچ کر دیا کریگا۔ ذیلداروں کو سکولوں۔ طبابت ریلیف اور حفظان صحت کے متعلق بھی مشورہ دینے کا حق ہوگا۔ اور جموں کی وزارت میں جو کشت وار۔ بھدروہ اور رام بن پر مشتمل ہے ذیلداروں کا جمع کرنا مشکل ہے۔ لہذا حاکم ضلع خود ذیلداروں سے مشورہ کر لیا کریگا۔

بلدیات

میونسپلیٹیوں کے متعلق سفارشات کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ ووٹروں کی تعداد کم از کم دس فیصدی کر دی جائے۔

۲۔ منتخب عنصر نسبت سے کسی قدر زیادہ کر دیا جائے۔

بلدیہ سری نگر کے متعلق تمام امور وزیر متعلقہ کے سامنے

قابل زراعت زمین خریدنے والوں کے لئے اعلان

جماعت احمدیہ کی بہبودی اور موجودہ اقتصادی حالات پر نظر کرتے ہوئے بعض اہل الرائے احباب سلسلہ کے نتائج افکار کی برکات کے ماتحت بعض ایسی تجاویز سوچی گئی ہیں۔ کہ جن پر عمل پیرا ہونا بیروزگار اور بیکار دوستوں کے لئے انشاء اللہ تعالےٰ ایک حد تک مفید ثابت ہوگا۔ ان تجاویز میں سے ایک تجویز تو یہ تھی۔ کہ قادیان میں ایک کارخانہ ہوزری کھولا جائے جس کی نسبت مجلس مشاورت کے موقعہ پر اعلان ہو چکا ہے۔ اور دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ علاقہ سندھ میں اس قدر زمین خریدی جائے۔ کہ جس میں ایک احمدی بستی قائم ہو سکے۔ چنانچہ ایک کمیٹی جس میں کہ خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز معہ برادران صدر انجمن احمدیہ اور بعض معززین سلسلہ شامل ہیں۔ بنائی گئی جس نے ایک معقول رقم خرچ کر کے ماہر زمینداروں کو سندھ کے علاقہ میں زمین منتخب کرنے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کئی بار بھیجا۔ جنہوں نے ایک عرصہ تک سندھ میں سفر کر کے زمین کا انتخاب کر کے حکام متعلقہ سے رضامندی بلکہ ایک گونہ منظوری بھی حاصل کر لی۔ یہ زمین ایسے علاقہ میں منتخب کی گئی ہے کہ جس میں ۱۰ مہینے تو ایسا موسم رہتا ہے۔ کہ جیسا پنجاب میں ماہ چیت میں ہوتا ہے اور دو ماہ سال میں اتنی گرمی ہوتی ہے جتنی پنجاب میں ماہ بیساکھ میں۔ موسم کے خوشگوار ہونے کے علاوہ ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ اس علاقہ میں ماہ کاتک سے لے کر ماہ چیت تک کپاس کا پودا پھل دیتا ہے۔ جو پنجاب کی نسبت ایک روپیہ فی من گراں فروخت ہوتی ہے۔

پنجاب کی اینار پر ۵۵ فیصدی پانی ملتا ہے بلکہ اس علاقہ میں ۸۱ فی صدی اچھا پیل حسب دستور میں مل جاتا ہے۔ زمین کی قیمت کا اندازہ مبلغ دو سو روپیہ فی ایکڑ کے لگ بھگ ہے جو بیس سال میں ادا کرنی ہوگی۔ چونکہ جماعت کی ضرورت کا علم نہیں اس لئے سر دست صرف ۱۰۰ مربع خریدنا تجویز کیا گیا ہے۔ مگر یہ رقبہ اس وقت بڑھایا بھی جا سکتا ہے۔ اس لئے جو احباب زمین خریدنا چاہیں ان سے درخواست ہے۔ کہ وہ ۱۵؍ جون ۱۹۳۲ء سے قبل مجھے اپنی اپنی ضرورت سے خبر دیں۔ اور مبلغ ۳۰ روپیہ فی مربعہ درخواست کے ساتھ منی آرڈر کریں جو کہ ابتدائی اخراجات میں محسوب ہوگا۔

جن دوستوں کو یہ زمین خریدنا ہے ان سے مکرر درخواست ہے۔ کہ ۱۵؍ جون سے پہلے روپیہ اور درخواست بھیج دیں۔ اور روپیہ اس پتہ پر بھیجیں۔

"مرزا محمد اشرف سیکرٹری کمیٹی حصول اراضیات قادیان"

اس کے علاوہ عارضی کاشت پر بھی یہ زمین مل سکتی ہے۔ اس کے شرائط یہ ہیں۔ پہلے سال مزروعہ ۵۰ فیصدی پر یا جو زیادہ رقبہ ہو۔ صہ ؍ سالانہ ٹھیکہ ۴ سال سالم رقبہ پر صہ ؍ سالانہ ٹھیکہ سرکار لیگی۔ اور آبیانہ اس کے علاوہ ۵ سال سالم رقبہ پر ۶ ؍ مزید سالانہ ٹھیکہ سرکار لیگی۔ اور آبیانہ اس کے علاوہ۔ درخواستوں کے پہنچنے پر کمیٹی کے حق الخدمت کا تعین کر کے خبر دی جائیگی۔ مگر زیادہ تر یہی خیال ہے، کہ احباب خرید کی طرف زیادہ توجہ کریں۔ گو کاشتکار کی شرائط پر لینے والے بعد میں خرید بھی سکتے ہیں مگر وہ ان برکات سے مستفیض نہیں ہو سکینگے۔ جو جماعت کے نظام سے حاصل ہو سکیں گی۔

خاکسار مرزا محمد اشرف سیکرٹری کمیٹی حصول اراضیات قادیان

پیغام صلح کی ایک غلط بیانی کی تردید

پیغام صلح ۱۷؍ مئی میں ایک گفتگو شائع کی گئی ہے۔ جو میرے اور مولانا محمد یعقوب خان صاحب ایڈیٹر اخبار لائٹ کے درمیان بتائی گئی ہے۔ چونکہ پیغام صلح کے الفاظ غلط فہمی پیدا کرنے والے ہیں۔ اس لئے میں مولانا موصوف کا وہ خط شائع کرتا ہوں۔ جو انہوں نے اس بارے میں مجھے ارسال فرمایا ہے۔

(خاکسار مصباح الدین احمد)

مولانا محمد یعقوب صاحب لکھتے ہیں۔

"آپ کا خط ملا۔ آپ کا رنج اور غصہ بجا ہے۔ ایک تو گفتگو جو میرے اور آپ کے درمیان ہوئی۔ وہ پرائیویٹ تھی اور اخبار کے لئے نہ تھی۔ دوم جن الفاظ میں ریورٹر صاحب نے آپ کے مافی الضمیر کو ظاہر کیا ہے۔ ان میں آپ کے ساتھ یقیناً ناانصافی کی گئی ہے۔

میں اس بحث میں نہیں پڑھنا چاہتا۔ کہ آپ نے کیا کہا کیونکہ وہ ایک پرائیویٹ گفتگو تھی۔ اور اس کا پبلک میں آنا ضروری نہیں مگر میں فوراً کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ ریورٹر صاحب نے آپ کا نقش یا میرے تعارفی الفاظ کو سمجھنے میں سخت غلطی کی ہے۔ اور یہ کہنا کہ آپ مغرب میں تبلیغ اسلام کے دل سے قائل نہ تھے آپ کے ساتھ یقیناً زیادتی ہے

میری طرف سے شاید یہی معذرت کافی ہو۔ کہ مجھے اس کا تو علم آپ ہی کے خط سے ہوا۔ میں ایک ہفتہ باہر رہا۔ اور کل واپس آیا ہوں۔ آپ کے خط پر میں نے "پیغام صلح" کا وہ پرچہ منگوایا۔ اور یہ دیکھ کر مجھے افسوس ہوا۔ کہ ایک پرائیویٹ گفتگو کو اخبار میں پراپیگنڈا کے لئے استعمال کیا گیا۔ اور پھر ایسے الفاظ میں ریورٹ کی گئی جو آپ کے صحیح منشاء اور مقصد کا غلط تصور پیش کرتے ہیں"

(خاکسار محمد یعقوب خان ایڈیٹر اخبار لائٹ)

نبوت کے روحانی اور فطری آثار

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی نے مولانا شبلی کی جو سیرۃ النبی شائع کی ہے۔ اس کی جلد سوم میں بہ عنوان بالا عنوان سے لکھا ہے "جب روئے زمین پر گناہوں کی تاریکی اور بدیوں کی ظلمت محیط ہو جاتی ہے۔ تو صبح کا تڑکا ہوتا ہے۔ اور آفتاب ہدایت منودار ہوتا ہے۔ باغ عالم میں جب برائیوں کی خزاں چھا جاتی ہے۔ تو موسم بدلتا ہے۔ اور بہار نبوت رونق افروز ہوتی ہے۔" (ص ۱۰۹)

ہمیں مولانا کے اس کلیہ کلی طور پر اتفاق ہے۔ اور ہم اس تحریر کے حرف حرف کو صحیح و راست سمجھتے ہیں۔ لیکن قابل غور بات ہے کہ کیا موجودہ وقت میں بھی "روئے زمین پر گناہوں کی تاریکی اور بدیوں کی ظلمت محیط" ہے۔ یا نہیں۔ اگر محیط ہے اور یقیناً ہے تو کیا وجہ ہے۔ اس وقت "صبح کا تڑکا" نہیں ہوتا۔ اور جبکہ یہ ظاہر ہے۔ کہ اس وقت "باغ عالم میں برائیوں کی خزاں چھائی ہوئی ہے" تو کیوں موسم نہیں بدلتا۔ اور وہ کونسی وجوہات ہیں۔ جن کی بناء پر "بہار نبوت رونق افزا نہیں ہوتی"۔

اگر آپ قرآن کریم کو بہار نبوت کے رونق افزا ہونے میں مانع ٹھہرائیں۔ تو یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ قرآن کی ہر ایک بات عین فطرت کے مطابق ہے۔ پس جب آپ کے اصول کے لحاظ سے فطری طور پر نبوت کے آثار اس وقت بھی موجود ہیں اور باغ عالم میں خزاں چھائی ہوئی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ بہار نبوت اب رونق افزا نہ ہو۔ اور آفتاب ہدایت طلوع نہ کرے

چنانچہ اللہ تعالےٰ کی سنت مستمرہ کے مطابق اس وقت بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آفتاب ہدایت بنا کر آسمان روحانیت پر منودار کیا گیا جس نے اپنی کرنوں سے تاریکیوں کو دور کیا۔ اور سعادت مندوں کو نور ہدایت سے روشن کیا۔ (خاکسار شیخ مبارک احمد مولوی فاضل)

جمیع ادیان کا طریق عبادت

میرا ارادہ ہے۔ کہ دنیا کے بڑے بڑے مذاہب ہندو، مسلمان، عیسائی، یہودی، سکھ اور بدھ، جین وغیرہ کے طریقہ عبادت کو یکجا جمع کر کے ایک جمیع ادیان کی عبادت مرتب کی جائے۔ لہٰذا قارئین الفضل کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ مہربانی فرما کر ہر ایک مذہب کے کسی قابل اور ثقہ بزرگ سے انکی عبادت کا طریقہ

گلینسی سفارشات اور مذہبی آزادی

کشمیر کے ہندوؤں نے اپنی فطری (مہا سبھائی) ذہنیت کے زیر اثر وہ طوفان بے تمیزی برپا کیا۔ کہ الاماں ان کے خیال کے مطابق گلینسی سفارشات نے کشمیر کی باگ ڈور کلیتہً مسلمانوں کے حوالے کر دی ہے۔ اور ہندو قوم کا اب اس ریاست میں زندہ رہنا محال ہے۔ حالانکہ حقیقت اس شور و غل کے سراسر خلاف ہے۔ اگر حالات کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ مسٹر گلینسی نے کئی امور میں مسلمانوں کی صریح حق تلفی کی ہے چنانچہ ہم آئندہ چند اقساط میں گلینسی کی "برکات" کو منصۂ شہود پر لا کر ہندوؤں کے بے بنیاد پروپیگنڈے کا پول کھولنے کی کوشش کریں گے۔ اسی سلسلہ کی قسط اول ہدیہ قارئین ہے۔

آزادی انسان کا فطری حق ہے۔ لیکن ہوتا آیا ہے کہ مختلف اوقات میں بعض خود غرض اور چالاک آدمیوں کے گروہ اپنی غیر معمولی ذہانت کے کس بل پر ایک محدود حلقہ اقتدار قائم کر لیتے رہے ہیں۔ جنہیں آج تاریخ عالم میں حکومت کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر اس قسم کے لوگ خود متمدن ہوں۔ کوئی مذہب رکھتے ہوں۔ اور ان کی نیت میں خود غرضی کو دخل نہ ہو۔ تو وہ محکوموں کے مذہب میں دست اندازی نہیں کرتے۔ اسی نظریے کا تقاضا تھا۔ کہ ملکہ وکٹوریا نے ۱۸۵۸ء میں اعلان کیا تھا۔ کہ میری رعایا کا ہر فرد بشر اپنے مذہبی امور میں کلیتہً آزاد ہے۔ ۱۸۸۰ء میں بھی اعلان کیا گیا۔ اور اب ایک اہم اجلاس میں جو زیر صدارت وائسرائے ہند بتاریخ ۲۵۔ مارچ ۱۹۳۲ء ہوا۔ اس اعلان کا مکرر اعادہ کیا گیا۔ لیکن مہا سبھائی ہندوؤں اور کانگریس کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر گلینسی نے مذہبی امور پر رائے زنی کرتے وقت ان ہر سہ اہم تاریخی اعلانات کو نظر انداز کر دیا۔ اور نو مسلموں کے حقوق وراثت کو بالکل تسلیم نہیں کیا۔ خواہ وہ نو مسلم کی وقبل از قبول اسلام) خود پیدا کردہ جائداد ہو۔

یہ فیصلہ اسلام پر ایک کاری ضرب ہے۔ اور اس غیر منصفانہ فیصلہ کے لئے محض ہندوؤں کے پرسنل لا کا بہانہ تراشا گیا ہے لیکن ہم اس موقعہ پر دریافت کر سکتے ہیں کہ آخر حسب ذیل رسوم بھی گورنمنٹ برطانیہ کے اقتدار سے پیشتر ہندوؤں میں مروج اور ان کے پرسنل لا میں داخل تھیں۔ انہیں کس ضابطے کے تحت حکماً روکا گیا۔

(۱) مذہبی منت کو پورا کرنے کے لئے سندربن یا جزیروں میں معصوم شیر خوار بچوں کو چھوڑ آنے کی وحشیانہ رسم منسوخ شدہ زیر دفعہ ۱۳/۱۷ ۱۸۵۷ء

(۲) بنارس یا دیگر تیرتھوں میں کورج کی رسم منسوخ شدہ ۱۷۹۵ء

(۳) نہایت سوشل اور متبرک رسم "ستی" بموجب ایکٹ ۱۷ ۔۴ دسمبر ۱۹۲۹ء نہایت تشدد سے روکی گئی

(۴) بردہ فروشی ۱۸۴۲ء میں قانوناً بند کی گئی۔

(۵) دہرنا مار کر بیٹھنے کی رسم جو برہمن دیوتا اپنی ہٹ منوانے کے لئے اختیار کرتے تھے ۱۸۲۶ء میں جرم قرار دی گئی۔

(۶) دختر کشی کی رسم جو ہندو مہا پرشوں نے کسی کا خسر کہلانے سے بچنے کے لئے وضع کر رکھی تھی۔ ایک محکمہ کے ماتحت لا کر بند کی گئی۔

(۷) ٹھگی جس کی رو سے لوگ بھیروں۔ کالی۔ درگا وغیرہ دیویوں کے نام پر لوگوں کو مرنے کی ترغیب دیتے یا مارتے تھے ۱۸۳۰ء میں روک دی گئی۔ (رسالہ ٹھگ بر تانت ۱۸۹۱ء)

(۸) بیواؤں کے مصارف کا سد باب ۱۸۵۶ء میں ایک ایکٹ کے ذریعہ سے کیا گیا۔

(۹) معصوم کنیاؤں کی ٹھاکروں (ایک قسم کے لمبوترے پتھر جنہیں مندر میں رکھ کر پوجتے تھے) سے شادی کرنے کی رسم جس کے رو سے اس صنف نازک کو بطور رام جنی مندروں میں رہ کر اپنی عمر گزار حرام کرنا پڑتا تھا۔ گورنمنٹ مدراس نے حکماً بند کی (ملاحظہ ہو نسیم آگرہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۱ء)

(۱۰) تبدیل مذہب میں روکاوٹیں پیدا کرنے والوں کا انسداد بذریعہ اعلان آزادی مذہب ۱۸۵۷ء د ۱۸۸۵ء و ۲۵ مارچ ۱۹۳۲ء رسم متذکرہ صدر کو اگرچہ اب انہیں اخلاقی سمجھا جاتا ہے۔ لیکن مدت مدید تک مذہبی رسوم اور قوانین کے طور پر مروج رہیں) گورنمنٹ ہند نے وقتاً فوقتاً مختلف قوانین اور ایکٹ بنا کر بند کر دیا۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ اسی گورنمنٹ کا ایک ذمہ دار انسان ریاست کشمیر کی حاکم جماعت سے مرعوب ہو کر ایک ایسے ہی ارذل ترین طریق کو پرسنل لا بتا رہا ہے۔

انگریز ابھی آزادی کی تمام مراحل طے نہیں کر چکا۔ لیکن اس کا آزادی کا پرچار قابل تحسین ہے۔ اُسے مسلمانوں کے جذبات آزادی کی قدر کرنی چاہیئے تھی۔ جو فطرتاً آزاد پیدا ہوا ہے۔ مسلمان قوم کسی اور واقعہ سے ایسی متاثر نہیں ہوتی۔ جتنی اپنے مذہب میں مداخلت کئے جانے پر چراغ پا ہوتی ہے۔ اور یہ اس کی فطرت میں داخل ہے۔ اس لئے ہمیں اس امر کے اظہار میں پس و پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ حکومت کشمیر یا اس کا کوئی معاون اگر ہماری مذہبی آزادی میں خلل انداز ہوگا۔ تو ہماری قوم اپنی سابقہ روایات کی یاد تازہ رکھتے ہوئے ہر قسم کے مصائب کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

قسط اول کے خاتمہ سے قبل ہم ہندوستان بھر کے اسلامی مذہبی اداروں کے ارکان کی توجہ ضرور اس طرف مبذول کرائیں گے۔ کہ اگر انگریزوں جیسی آزاد قوم کے عہد حکومت میں ۹۵ فیصدی آبادی والے حصہ ملک میں ہماری مذہبی آزادی کا یہ حال ہے۔ تو مستقبل قریب میں جبکہ ہندوستان آزاد ہو کر مہا سبھا کے زیر نگین آجائیگا۔ ہماری کیا گت بنے گی۔ جہاں ہماری آبادی کل آبادی کا ایک چوتھائی حصہ ہوگی۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

کیا کشمیر میں پھر انقلاب آنیوالا ہے

ملاپ مورخہ ۲۸ مئی کا نامہ نگار معتبر ذرائع سے یہ خبر شائع کرتا ہے۔ کہ ٹھاکر کرتار سنگھ پھر کشمیر کے گورنر بنائے جائینگے۔ یہ خبر سنکر کشمیری مسلمانوں میں ایک سنسنی پھیل گئی ہے۔ پچھلے مظالم کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔ ٹھاکر کرتار سنگھ کا کشمیر کا گورنر بننا کیا۔ کشمیر میں پھر سے انقلاب عظیم پیدا کرنا ہے۔ ٹھاکر صاحب شاید ملاپ کو پڑھ کر خوش ہوتے ہونگے۔ کہ انہیں پھر سے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کا موقعہ ملیگا۔ مگر اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ

418

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ فوجداری

بعدالت میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی فوجداری کپورتھلہ

باوا شام سنگھ خلف باوا سنت سنگھ قوم کھتری سکنہ کپورتھلہ مدعی

بنام

گوجر ولد ہاکو قوم جٹ سکنہ جلو وال تحصیل کپورتھلہ راہن اول ۔ دھنا سنگھ ۔ مہان سنگھ ۔ ساگر سنگھ پسران گنگا سنگھ قوم جٹ سکنہ مادھو پور تحصیل کپورتھلہ مدعا علیہم

دعویٰ مبلغ لعماعہ بروئے رہن نامہ

اشتہار بنام گوجر سنگھ مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں گوجر مدعا علیہ عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے ۔ اسی واسطے بتاریخ پیشی ۱۱ ہاڑ ۱۹۸۹ء مقرر کرکے اشتہار بنام گوجر مدعا علیہ شائع کیا جاتا ہے ۔ کہ مدعا علیہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر عذر اپنا پیش کرے ۔ بصورت عدم حاضری تمہارے کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی ۔ تحریر ۱۴ جیٹھ ۱۹۸۹ء آج ۱۴ جیٹھ سمت ۱۹۸۹ کو بثبت دستخط اور مہر عدالت جاری ہوا۔

(مہر عدالت)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب میاں عبدالمجید خانصاحب عدالتی بہادر کپورتھلہ مورخہ ۲۵ جیٹھ سمت ۸۹

بالک رام ولد پورن چند ذات برہمن سکنہ کالا تحصیل کپورتھلہ مدعی

بنام

نکا ولد میا ذات جٹ سکنہ کالا تحصیل کپورتھلہ مدعا علیہم

دعویٰ دلاپانے مبلغ ما سے روپیہ اصل معہ سود بذریعہ تمسک

مقدمہ بالا میں مسمی نکا مدعا علیہ مذکور کو کئی دفعہ بذریعہ سمن طلب کیا گیا اطلاع نہیں ہوئی ۔ مدعی کی درخواست و حلفیہ بیان سے ظاہر ہے کہ مدعا علیہ ملک میں گیا ہوا ہے اس لئے مدعا علیہ مذکور کو بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر تاریخ ۱۷ ہاڑ سمت ۸۹ مطابق ۔۔ جون ۱۹۳۲ء کو جوابدہی مقدمہ نہ کریگا تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں آئیگی ۔ تحریر ۲۵ جیٹھ سمت ۸۹

(مہر عدالت)

سرکی لنگیاں

میں نے خدا کے فضل و کرم سے یہاں کارخانہ لنگی شروع کر رکھا ہے ۔ جس میں سوت اور سلک استعمال کیا جاتا ہے پہننے میں بوجھل نہیں ہیں ۔ عمدہ اور مضبوط ہیں یہاں کے بزرگ احباب خرید رہے ہیں ۔ پس بذریعہ اشتہار ہذا احباب کو مطلع کرتا ہوں ۔ کہ وہ مجھ سے سرکی لنگیاں خریدیں آرڈر کی فوراً انشاء اللہ تعمیل ہوگی ۔ قیمت حسب ذیل ہے ۔ ۷ گز قیمت ہے ۶ گز قیمت عہ ۵ گز قیمت عہ ۴ گز قیمت عہ ۳ گز قیمت عہ بیوپاریوں کو ۵ ۔ سیکڑہ کمیشن دیا جائیگا ۔ المشتہر

کریم بخش ٹھیکہ دار محلہ دارالرحمت قادیان

ضرورت رشتہ

زمیندار شریف خاندان کی دو خواندہ لڑکیوں کے لئے ناطوں کی ضرورت ہے لڑکے خواندہ اور برسر روزگار ہوں بصورت دیگر سلسلہ کی کتابیں پڑھ سکتے ہوں اور زمیندار کی حیثیت رکھتے ہوں ۔ خط و کتابت معرفت مولوی محمد صدیق سکرٹری

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

مقدمہ سازش لاہور کے بعض ملزموں کو اگست ۱۹۲۹ء میں گرفتار کرنے کے بعد بعض ملزموں کو مفرور قرار دیا گیا تھا۔ جن میں لائل پور کا ہنس راج عرف "وائرلیس" بھی تھا۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ دسمبر ۱۹۲۹ء میں وائسرائے کی ٹرین پر حملہ بھی اسی نے کیا تھا۔ اس کی گرفتاری کے لئے ۵ ہزار کا انعام مقرر تھا۔ اب معلوم ہوا ہے کہ ۶ جون کو پولیس نے اسے موضع نہری ضلع حیدرآباد کے ایک زراعتی فارم سے گرفتار کر لیا ہے جہاں وہ گذشتہ ۷ ماہ سے بطور ملازم رہتا تھا۔ تلاشی لینے پر اس کے صندوق سے تین ریوالور۔ دو بم اور اسلحہ بنانے کی مشین برآمد ہوئی۔

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ۵ جون کی شام کو فتح پور ڈسٹرکٹ جیل میں متعدد قیدیوں نے جیل کے بعض حکام پر حملہ کر دیا۔ چونکہ شورش بڑھ رہی تھی۔ اس لئے فائر کئے گئے۔ ایک قیدی ہلاک اور دو سخت مجروح ہوئے۔ بعض مجروحین کی حالت نازک ہے۔ بدامنی کی وجہ تا حال معلوم نہیں ہوئی۔

میکسیکو میں خطرناک زلزلہ کی خبر گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ ۶ جون کی اطلاع ہے کہ سمندر میں طوفان اور آتش فشاں پہاڑوں کی آتش فشانی کے باعث چار سو اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہزاروں مکانات گر چکے ہیں اور بے شمار لوگ ملبہ کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ ساحل پر بے شمار مردہ مچھلیاں پڑی ہوئی ہیں۔

انگورہ سے ۶ جون کی خبر ہے کہ پارلیمنٹ نے بعض قوانین منظور کئے ہیں۔ جن کی رو سے بعض اہم پیشے ترکوں کے لئے مخصوص کر دئے گئے ہیں۔ اور آئندہ حجام۔ خدمتگار۔ موٹر ڈرائیور وغیرہ وغیرہ کام صرف ترک ہی کر سکیں گے۔ اس سے ہزاروں غیر ملکی بیکار ہو گئے ہیں۔

برطانی پارلیمنٹ میں ۶ جون کو دریافت کیا گیا۔ کہ آیا وزیر ہند بتائیں گے۔ حکومت فرقہ وار مسئلہ کا حل کس طرح کرے گی۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ میں فیصلہ کے متعلق فی الحال کوئی پیشگوئی کرنے کو تیار نہیں۔

ڈبلن سے ۶ جون کی اطلاع ہے۔ کہ حلف وفاداری کی تنسیخ کے مسودہ میں ایک جدید دفعہ کا اضافہ کیا جائیگا۔ کہ اس مسودہ پر اس وقت تک عمل نہ کیا جائے۔ جب تک کہ حکومت برطانیہ حلف وفاداری اڑانے پر رضامند نہ ہو جائے۔ اور اس ترمیم کے بعد سینیٹ اسے منظور کر لے گی۔

برلن سے ۶ جون کی آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ وزارت برننگ کے ٹوٹ جانے پر ملک میں سخت جوش بڑھ رہا ہے۔ وزارت کے مختصر اعلان کو مزدور جماعتوں کے خلاف اعلان جنگ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ خیال ہے کہ پریزیڈنٹ وان ہنڈن برگ سابق ولی عہد سلطنت کے حق میں مستعفی ہو جائیں گے۔

معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا اسمبلی کے خزاں کے اجلاس میں ایک بل پیش کرے گی۔ جس میں سیاسی قاتلوں کی فوری اور سرسری سماعت کی تجاویز ہونگی۔ جن سے انہیں ایک حد تک عبرت حاصل ہو۔

لاہور کے ایک ہندو وکیل کے چیلنج کا ذکر گذشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے۔ جو اس نے تمام دنیا کو ڈنٹر پیلنے کے متعلق دیا ہے۔ اب ریاست کوٹہ لاہور کے پہلوان عبدالمجید نے اس کے چیلنج کو منظور کر لیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ وکیل صاحب جس جگہ اور جب چاہیں۔ ڈنٹر پیل لیں۔ اور رپائے نکال لیں۔

ریاست کشمیر نے دو سکھوں کو اپنی حدود سے نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے اس حکم کے خلاف پروٹسٹ کیا ہے۔ اور بذریعہ تار اسے منسوخ کرنے کی درخواست کی ہے۔

مسلم لیگ کے آنریری سکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے اجلاس منعقدہ ۹ مئی ۱۹۳۲ء میں ایک کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ جو فیڈرل فنانس کمیٹی کی رپورٹ۔ فرنچائز رپورٹ اور برین کمیٹی کی رپورٹ پر غور کرے گی۔ اس کا اجلاس ۱۲ جون کو لیگ کے دفتر واقعہ بلیماراں دہلی میں منعقد ہو گا۔

سکرٹری صاحب کی اطلاع کے مطابق ۱۳ جون کو چھ بجے شام آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس لیگ کے آفس میں منعقد ہو گا۔ جس میں صوبجات کی خالی نشستوں کو پر کیا جائیگا۔ کمیٹی رپورٹ پر غور ہو گا۔ اور مذکورہ بالا کمیٹی کی رپورٹ پیش ہو گی۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب صدر چونکہ وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے رکن مقرر ہو گئے ہیں۔ اس لئے ان کا استعفیٰ پیش ہو گا اور بھی کوئی ضروری امر صدر کی اجازت سے پیش کیا جا سکے گا۔

کانگڑہ کے ضلع میں ایک جنگل میں نامعلوم وجہ سے آگ لگ گئی ہے۔ جس کا دائرہ کئی میلوں تک وسیع ہے اور اسے فرد کرنے کی تمام کوشش ابھی تک ناکام ثابت ہوئی ہیں۔

شملہ ۷ جون کی اطلاع ہے۔ کہ سندھ کانفرنس کے صدر مسٹر ایف۔ ایل۔ برین نے اپنی رپورٹ آج حکومت کے دفتر اصلاحات میں پیش کر دی ہے۔

مجلس احرار نے مفلس مسلمانوں سے جو لاکھوں روپیہ جمع کیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے وہ ختم ہو چکا ہے۔ کیونکہ اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ۱۲ لغایت ۱۹ جون دیہاتی ہفتہ منایا جائے۔ اور چونکہ فصل ربیع تیار ہو چکی ہے۔ اس لئے دیہات میں جا کر دیہاتیوں سے چندہ جمع کیا جائے۔

بلرام پور سٹیٹ کا مسلمان تحصیلدار عدم ادائیگی لگان کے سلسلہ میں دو کسانوں کی قرقی کے وارنٹ لے کر ۶ جون کو ایک گاؤں میں گیا۔ شام کو جب وہ واپس آ رہا تھا۔ تو راستہ میں بعض لوگوں نے اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا۔

ہندوستانی والیان ریاست۔ نیز بعض تعلقہ داروں اور زمینداروں نے بعض یورپین تاجروں کی شرکت سے ایک کمپنی قائم کر کے اخبار پائنیر (الہ آباد) کو خرید لیا ہے اور ۷ جون سے یہ اخبار اس کے اہتمام میں ہے۔

میمن سنگھ میں ۷ جون کو پولیس نے چار مکانات پر چھاپے مارے اور ایک بھری ہوئی بندوق۔ کارتوس۔ بم سازی کا سامان اور خنجر برآمد کئے۔ اس سلسلہ میں ایک گرفتاری عمل میں آئی۔

الہ آباد کے ایک چوراہے پر ۶ جون کو ایک کارآمد بم پایا گیا۔

احمد آباد کے پوسٹ آفس کو ۷ جون کسی نے مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔

سیالکوٹ کے بعض احراری ممبروں کو میونسپلٹی کی ممبری سے علیحدہ کر دیا گیا تھا۔ لیکن بعد میں ایک صاحب نے معافی مانگ لی۔ اور بدستور ممبر ہے۔ ۷ جون کی خبر ہے کہ اب ایک اور صاحب نے بھی معافی مانگ لی۔ اور آئندہ ایسی بیہودگی سے احتراز کا وعدہ کیا ہے۔

دہلی میں ۵ جون کو ایک شادی کی تقریب پر ایک لڑکی نے اپنی گیارہ ہم جماعت لڑکیوں کو دعوت دی۔ سب نے پلاؤ کھایا۔ اور تھوڑی دیر بعد بے ہوش ہو گئیں۔ ایک مر گئی ہے اور باقی کی